

ہو یہ نسبت پسندِ خاطر والا نہ ہو تو پھر جیسے موزی سے
 اسے قندیلِ کعبہ اس کو کعبے کی ردا سمجھے نسبت دیں؟ صحیح
 یہ ہے کہ ہم رخسار
 اسدان ساری تشبیہوں کو رد کر کے یہ کہتا ہے کو ہما اور زلف
 سویرا اس کو سمجھے اس کو ہم نورِ خدا سمجھے کو ہما کا سایہ سمجھتے
 ہیں۔ مشہور ہے کہ ہما کا سایہ جس پر پڑ جائے، وہ نہایت خوش نصیب ہوتا ہے اور عاشق
 کے لیے زلفِ محبوب کے سایے سے بڑھ کر خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے؟
 ۳۔ شرح : یہ تشبیہ بھی غلط ہی ہو گئی، کیونکہ ہما ایک پرندہ ہے
 اور پرندے سے محبوب کی کسی چیز کو تشبیہ دینا کچھ مناسب نہیں۔ صحیح یہ معلوم ہوتا
 ہے کہ رخسار کو چنبیلی کے پھول کی پنکھڑی اور زلف کو سنبل کے تاروں کا
 مجموعہ سمجھیں۔

۴۔ شرح : توبہ توبہ ! یہ محبوب کے عارض و زلف کو زمین سے
 اُگنے والی نباتات کے ساتھ کیا تشبیہ دے دی؟ مناسب یہ ہے کہ رخسار کو
 بجلی اور زلف کو ساون کی کالی گھٹا سمجھیں۔

۵۔ شرح : لیکن گھٹا اور بجلی سے زلف و رخسار کو نسبت دینا ہرگز
 مناسب نہیں، اس طرح ان کا رتبہ کم ہو جاتا ہے۔ کیوں نہ زلف کو ظلمات اور
 رخسار کو آبِ حیات کا چشمہ قرار دیں؟ معلوم ہے کہ آبِ حیات ظلمات ہی
 میں ہے۔

۶۔ شرح : اگر یہ تشبیہ قبول کر لی جائے تو ماننا پڑے گا کہ ظلمات میں
 سے گزرتے ہوئے آبِ حیات پر پہنچنا خطر اور سکندر کا مقصود تھا تو اس طرح
 بھی زلف و رخسار کی قدر و منزلت کم ہو جاتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ رخسار کو پیدِ بیضا
 اور زلف کو حضرت موسیٰ کا عصا قرار دیں۔